

www.urduchannel.in

رازِ عرض

اردو چینل

www.urduchannel.in

علامہ سمیاب اکبر آبادی

دراز عرض

حسین

حرکت کا طریقہ نظم کی قسم مثال عیوب فصاحت، صنائع و بدائع
 توك الفاظ کی فہرست اور نئیں بحدود کا بیان مثال تقطیع نہایت
 اور سلیس اردو میں درج کیا گیا ہے

ال
علامہ سیما پا کبر آبادی

20 APR 1974



ساتوں ایکٹین

فہرست

۲۰	مسلم بدیع	۱۱	۳	۱. مقدمہ
۳۰	صناع مہنگی	۱۲	۵	۲. شعر کہنا
۳۲	صناع لفظی	۱۳	۵	۳. علم کی مذہب
۲۵	عیوب فصاحت	۱۴	۶	۴. ابداعی مشن
۲۸	اللہا	۱۵	۶	۵. احمد
۳۱	انیس بھروس کا بیان	۱۶	۷	۶. آورد
۲۲	سبب و تعداد فاصلہ	۱۷	۷	> اور دے بچے کا طریقہ
۳۶	زحات کا بیان	۱۸	۷	۸. شعر کہنا اور تقطیع کرنے کا طریقہ شامل
۳۶	تسکین اوسط	۱۹	۱۰	۹. ایکان اور وزنِ شعر
۴۳	متروکات	۲۰	۱۳	۱۰. نظم کی تحسین

مکتبہ پرچکم

حسن علی آفندی روڈ کراچی ۱

مطبوعات
پرچکم پریکارچ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شِعْر کہنا

شرکہنے کے لئے سب سے ضروری چیز طبیعت کی توزیع و نیت ہے جسے خدا داد بخشے۔ توزیع و نیت سخانے یا بتانے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہاں جن لوگوں کو موقی (گانے بجائے) سے کچھ دلچسپی ہے اُن کے لئے طبیعت کا موزوں کر لینا کسی حد تک سان ہے۔

کسی خاص بحر (رَأْگ) میں آغاز کو موزوں کرنے رہنے سے یعنی لگانے سے اکثر توزیع و نیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تقطیع کرنے کے قاعدوں پر اگر کافی طور سے غور کیا جائے تو بھی شرموزوں ہو سکتا ہے۔ اس کا ذکر اگرے آیا۔

علم کی صورت

شعر کہنے لئے علم کی سخت صورت ہے مگر تمہاری علم والے بھی اگرچا ہیں تو شعر کہہ سکتے ہیں، جتنا علم زیادہ ہو گا، شعر کہنے میں اتنی ہی آسانیاں ہوں گی۔

رازِ عروض کی مقبولیت اور افادیت روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ہندوستان میں بعض مدارس نے اسے نصاب تعلیم میں داخل کر دیا ہے اور بعض جگہ پیدائی کتب میں شالی ہے اس مقبولیت کا سبب یہ ہے کہ علم عروض میں خارجی اور عربی کتابیں توہہت ہیں لیکن انکا بخوبی طالب علم کیلئے مشکل ہے۔ اور جو ترجیح ان کتابوں کے ہے ہیں وہ بھی اصطیغ لفظ ہیں اسیلے صحیح مفہوم سمجھتے ہیں وہ اشاری اور علمی ضرورت پیش آتی ہے۔ علامہ سیاہ اکبر آبادی سرتوں نے یہ کتاب س اسلوب اور خوبی سے لکھی ہے کہ پڑھنے والے کی بخوبی میں آجھے حصوں مٹا کر زیادہ تحقیق اور محنت نہ کرنی پڑے اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ گرگشتہ چند سالوں میں یہ کتاب پڑھنا ہیں پھر بازھپ پھکی ہے اب ساتوں بڑا سے پاکستان میں طبع کرایا گیا ہے۔ رازِ عروض کے چھتے ایڈیشن میں جواں گل ۲۰۱۴ء میں طبع ہوا تھا عالمہ درجم فی لکھا تھا کہ

”جطلبانی فتح نگاہ سے شاعری سیکھا چاہتے ہیں ان کیلئے عروض کے قامیے جانا ضروری ہے۔ یہ کتاب ان کی صحیح طور پر رہنمائی کر سکتی ہے جو ابتدا اصول توہہ علوم زبان میں بیان کر رہے ہے جس میں وہ بڑی حد تک فہمی ہے۔ ہم نے یہ جانا اور شاعری کے ایک سببی کیلئے توزیع نہیں دہشتی کیلئے ایک منہج کا مقدمہ لکھا۔ لکھنے کا سبب اسلامی عربی کا بھی سرتاسر ہے کہ یہ کتاب لکھکری ہے اپنے تلمذہ کی حصوں اور عالم طلباء شاعری کی حصہ ہوتا ہے اور طلب کر پیدا ہو اسکی اشاعت کا مقصود صرف یہ ہے کہ شاعری کے بنیادی موروث سے ہر زندق رکھنے والا یا اسانی واقعہ ہو جائے اور اسکی تحریک میں وسروں کا عملانہ ہر ہے۔“

سیماں اکبر آبادی

(۲۰۱۴ء)

امکتے ہیں۔

آورد

جب تک مضمون غیرمعلوم اور خیال نہیں ہوتے کلام میں "آورد" رہتی ہے اور ہمیشہ دوسروں کے خیال نظم ہوتے رہتے ہیں جو ایک بڑا عیب ہے۔

آردو سے بچنے کا طریقہ

شعر کہنے سے پہلے ایک خیال قائم کرو جو کسی قافية کے ساتھ نظم کیا جائے پھر اس خیال کو جھوٹ دلوں و سر انخیال اسی قافية کے ساتھ پیدا کرو۔ اُسے بھی جھوٹ دو اب اسی قافية کے ساتھ جو تیر اچھا پانچواں خیال یا مضمون دماغ میں آئے گا وہ حضور نبادرا چھاہو گا، میں اسی کو نظم کرو۔

شعر کہنے اور تقطیع کرنے کا طریقہ میں مثال

اگر شعر میں دو مصروفے ہوتے ہیں اور ہمہ مصروفے کا ایک خاص دن ہوتا ہے اسی کو بھر کہتے ہیں زیادہ احتمال میں آنے والی بھروسی تین چار عربی لفظوں سے مکب ہوتی ہیں جیسے ع

"عشق جبے در باما ہو گیا۔"

اس لئے شاعری سیکھنے سے پہلے علم عامل کر لینا ضروری ہے۔

ابتدائی مشق

جب شاعری کا شرق ہو تو پہلے اچھے اور شہر کر شاعروں کا کلام خوب بکھو اور سوچ کر شعر کہنے کے لئے کن کن باتوں کی اور کن کن سامانوں کی مزورت ہوتی ہے اس کے بعد حصہ جھوٹی بھروسے مخوارے شعر کرو۔

شاعری کا گرشن ہے شعر کہنے کی مش جتنی نیادہ کی جائی گی اتنی ہی شاعری چلتی جائے گی ابتداء میں روزانہ ۳۰۰ بہ شعر کہنے چاہئیں اور ہر وقت شعر کہنے کی غادت ڈالنی چاہئیں تاکہ طبیعت کسی خاص وقت و کیسوں کی عادی اور محتاج نہ ہو جائے۔

ہمیشہ دو سرا مصروفے پہلے کہنا چاہئے اور پہلا مصروفہ اس کے بعد دوسرے مصروفہ میں ربط اور ابتدائی ضروری ہات ہے۔

غزل کہنے کے لئے قافیوں کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ جو قافیہ اسی نے خوبصرتی سے نظم ہو سکے اسی کو نظم کر دیا جائے۔

آمد

جب طبیعت نے مصنایں اور اپھرے تے خیال پیدا کرنے لگتی ہے تو اسے

اب بخون سوچا کیا اچھا ہو گیا؟ کون اچھا ہو گیا؟ دماغ نے جواب دیا "بیمار" یہ لفظ بھی لکھ لیا۔ اب یہ صورت ہو گئی۔

بیمار اچھا ہو گیا

اب دیکھا کہ مصروف پر اکرنے کے لئے کتنے اغاثات کی ضرورت اور ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ہو گیا تو "ناعلمن" کے برابر ہے اور "اراچھا" "ناعلمن" کے برابر ہے۔ اب ضرورت ہے صرف ایک ایسے مکر شے کی جو دوسرے "ناعلمن" کے برابر ہو اور اس مکر شے میں بیمار "کابنی" بھی کہ جائے گوئیں" کے وزن پر تو یہ موجود ہے صرف "ناعلما" کے وزن پر ایک مکڑا اور چاہئے، سوچا تو "تر" دہن میں آیا اور مصروف کی پردی صورت یہ ہو گئی۔

لے ترا بیمار اچھا ہو گیا،

لے ترا بی۔ ناعلمن۔ مارا چھا۔ ناعلمن۔ ہو گیا۔ ناعلمن۔

بس اسی کا نام تقطیع ہے اور اسی طرح مصروفوں کا وزن پر کھا اور جانچا جاتا ہے اگر اسی مصروف کو یوں لکھیں

لوہتہار بیمار اچھا ہو گیا،

تو گانے والا فروں بتا دے گا کہ مصروف غلط ہے اور عرض جانتے والا بھی کہدے گا کہ تقطیع سے خارج ہے اسی طرح ہر شعر کی تقطیع کی جاتی ہے۔ ہر بھر کے خاص اوزان میں تقطیع کے انشاں اللہ آگے آئیں گے۔

پہلا کٹ "اعشق جب سے" آداز اور وزن میں "ناعلمن" کے باکل برابر معلوم ہوتا ہے یعنی جس لمحہ میں ہم "اعشق جب سے" کہتے ہیں اسی لمحہ میں "ناعلمن" بھی کہا جاسکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ "اعشق جب سے" برابر ہے "ناعلمن" کے۔ اور یہی اس کی تقطیع ہے اس کے بعد دروازہ کا بھی "ناعلمن" کے برابر اور ہموزن ہے۔ اب رہا "ہو گیا" یہ "ناعلمن" کے برابر ہے تو پورے مصروفے کی تقطیع یہ ہوئی ۔

ناعلمن ناعلمن ناعلمن

اس زین (طرح) میں جتنے شعر اور مصروف کہے جائیں گے ان کا وزن اور تقطیع بھی ہو گی مفعع کا جو تکڑا اس وزن سے مکل جائے گا اُس میں سکتے اور غلط سمجھی جائے گی۔

اب ہمیں اسی بھر میں شعر کہتے ہیں تو ہم نے پہلے قافیہ سوچا اس طرح میں "ہو گیا" تو دیت ہے یہ لفظ "ہو گیا" "شہری غزل کا آخر حکم بدستور آئے گا۔ قافیہ ہے "کام" یہ بدل دار ہے گا۔ "تر" کا "کے" قافیہ کیا۔ وادا اور اچھا۔ میرا۔ تیرا۔ ایسا وہ حکم کا دغیرہ نظر کئے اب ہم نے ایک قافیہ لیا۔ اچھا ملے ر دیت کے ساتھ لکھا۔

اچھا ہو گیا

لہ ہر شکرانہ میں جو لفظ غزل کے آخر میں مستعار بارہ تھے اسے ر دیت کہتے ہیں اور دیت سے پہلے جو لفظ ہوتا ہے اور جو ہر شعر میں بدل دیا جاتا ہے وہ قافیہ کہلاتا ہے۔

ایک صورت	=====
دوسری صورت	=====
تیسرا صورت	=====
اب ان مکرروں سے کوئی جو غنی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔	اہمیں صورتوں کو حروفت میں ملاحظہ فرمائیے۔
ف'اعلان	=====
علان تن فا	=====
تن فاعلان	=====
اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ دو لفظوں کے وزن ہونے کے لیے اتنا بھی کافی نہیں کہ حروف گنتی میں بہادر ہوں بلکہ کسی لفظ کے دو حرفی اور تین حرفی میں صورع اور وزن میں ایک ہی ترتیب سے ہونے چاہیں۔ اس ترتیب کے ساتھ یہ مشروط بھی ہے کہ دونوں کے سکون اور حرکت بھی ملنے رہیں ہشلاً اے سیحاً سات حروف سے مرکب ہے اور سیغفلن مس تغ لن	
مغا علین	——— معا عی لى
فاعلان	——— فا علا تون
یہ تینوں الفاظ بھی سات سات حروف سے مرکب ہیں اور تینوں کی پر تین صورتیں ہیں :-	

اگر صورع کو کسے تراہیا را چھا ہو گیا، چند الفاظ کے اضافے سے وہ بنایا جائے کہ ”اے سیحا لے تراہیا را چھا ہو گیا“ تریخہ دوسری بھر ہو جائے گی اور اس کا وزن فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان ہو گا۔

ارکان اور وزنِ شعر

بحرب ارکان سے بنتی ہیں۔ ایک کن کے بڑھنے لھٹنے سے بھر بدل جاتی ہے خلاً، فاعلان، ایک رکن ہے۔ فاعلن، بھی ایک رکن ہے۔ بُنْتَلُنْ بھی ایک کن ہے۔ فُولُنْ بھی ایک رکن ہے۔ اہمیں رکنوں سے بھر بدل جاتی ہیں۔ یہ الفاظ دو حرفی اور تین حرفی مکرروں سے بننے ہیں۔ جیسے فاعلان۔ فاعلان۔ فاعلان سے مرکب ہے یہ دو حرفی اور تین حرفی مکرشوں سے ساکن اور تحریک حرفوں سے بننے ہیں اور شعر کے وزن میں صرف ساکن اور تحریک ہی کی ترتیب ہونے سے دزن بدل جاتا ہے۔

ہشلاً ہمارے پاس سات حروف ہیں اے سیحاً ان کے ہم نے تین مکرشوں بنانے اب ان کی مختلف ترتیب سے مختلف تخلیکیں بنائی جائیں تو یہ صورتیں پہیدا ہوں گی۔

مخاطن یا مخنولات کے برابر نہیں ہے۔

اگرچہ یہ الفاظ بھی سات سات حروف اسی سے مرکب ہیں مگر "اے سیحا" کا سوائے فاعلان کے کوئی ہموزن نہیں۔

ڈن پندرہ مرتبہ ایک تفییع اور ایک وزن پر شکر کہینے کے بعد چھڑا شدہ اور برابر تفییع کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور فاعل کی زبان سے جو صریح کھلانا ہے وہ تفییع اور وزن میں برابر ہوتا ہے جن لوگوں کو خدا نے طبیعت مزروں دی ہے انہیں تفییع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر اس کا سمجھ لینا ان کے لئے بھی ضروری ہے۔

نظم کی قسمیں

کلام دو قسم کا ہوتا ہے نثر اور نظم۔

"نظم" کے معنی لغت میں "موقی پر ونا" اور "راستہ کرنا ہیں" اور چونکہ شاعر بھی اپنے کلام میں لفظوں کے موقی پر دتا ہے اس لئے اصطلاح میں "نظم" کلام موزوں کہتے ہیں نظم کی دلیل قسمیں ہیں:-

فرد۔ قلمع۔ رباعی۔ غزل۔ مشنی۔ تصیدہ۔ ترجیع۔ بند۔ ترکیب۔ بند مستزاد اور سماٹ۔

(۱)

(۲)

(۳)

اب اگر صرف حروف کی گنتی برابر ہونے سے وزن پورا ہو جاتا تو اے سیحا" فاعلان۔ مخالفین اور مستفعلن تینوں کے برابر ہوتا۔ لیکن یہ غلط ہے "اے سیحا" کی ایک ہی رُن کے درن پر ہو سکتا ہے۔

پس غور کیا کہ اس جملے کے مکملے کتنے کتنے حروف سے مرکب ہیں، معلوم ہوا کہ اس کے نین ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ اے سی حا۔ پہلا حصہ دو حرفی۔ دوسرا حصہ تسلیم پہلا حصہ دو حرفی۔ اس کے بعد ان تینوں شکلیوں ہیں دیکھا کہ اس کے طابن کرنی شکل ہے معلوم ہوا کہ یہ صورت ترتیب تیسری شکل "فاعلان" میں موجود ہے۔

فاعلان } پہلا حصہ دو حرفی۔ دوسرا حصہ سه حرفی۔ تیسرا حصہ دو حرفی اے سی حا

"فاعلان" پہلا حرک دوسرا ساکن۔ اسی طرح "اے" میں ہرگز علا" میں پہلے دو حرک تحرک۔ تیسرا ساکن اسی طرح "می" میں ہے "تن" میں پہلا حرک تحرک و سر ساکن اسی طرح "حا" میں ہی ہے۔ اس طرح جب تمام ساکن اور تحرک اپس میں برابر اور مقابل ہوں تو تین ہو جاتا ہے کہ یہ جملہ یا صریح اس وزن کا ہے۔ اس تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا کہ "اے سیحا"، "فاعلان" کے برابر ہے۔ مخالفین مستفعلن۔ تفناعلن۔

چوتھا صریح ہم فافیدہ ہو اور تسری صریح میں کوئی فافیدہ نہ ہو۔ ربائی کا چوتھا صریح
پہلے تین صریحون سے زیادہ اچھا اور برجستہ ہونا چاہیے۔
تلعہ کی طرح ہر دن یہ ربائی نہیں کہی جاتی۔ اس کے لئے خاص اور ان
مقتضی ہیں۔ اس ربائی کے دزدین میں غزل یا قصیدہ کہنا جائز ہے۔ ربائی صرف
بھرپڑج کی چند شاخوں میں کہی جاتی ہے۔ ان شاخوں کے دو سلسلے اور بارہ وزن
ہیں جن کی تفصیل یہاں ضروری نہیں۔ ربائی کا عام موضع اور آسان وزن :-
الْحَوْلَ وَلَا قُوَّتَ الْأَلَّا إِلَّا اللَّهُ "کے برابر ہے۔ اگر اس جملے کے وزن پر عبور پایا جائے
تو ربائی کے عام وزن پر قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔ ربائی کے چاروں صریح
اسی وزن پر ہوتے ہیں۔

مثالِ ربائی

ساقی مجھے آبِ زندگانی دیئے گئے ساقی سا ہوں شرابِ ارغوانی دیدے
جب جو ماکروں سستی میں جوانوں کی طرح ساقی بھرپڑ کے پیاروں میں جوانی دیدے
غزل۔ لغوی معنی "عورتوں سے باقیں کرنا" اصطلاح میں اس نظم کا نام ہے
جس میں عشق و محبت، حسن و جمال، دحشت و عشرت، یا اس و امید، خوف و رضا

لئے اس کا ذکر کر لے گئے ہوئے گا۔

فرد۔ لفظ میں اس کے معنی اکیلے اور تنہا کے ہیں، اصطلاح میں اس تصور کو کہتے
ہیں جس کے دو ڈن صریح ہیں اور خواہ ان میں فافیدہ ہو پائے ہو جیسے ہے
قايم رہے حسین ان بتوں کا
ہے ان کی بھی کچھ عجیب خلافی

قطعہ۔ لغوی معنی "کاشنا" اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس کے آخری تمام مطفری
یہ فافیدہ ہو اور پہلے کسی صریح میں فافیدہ نہ ہو۔ اسی لئے قلعہ میں مطلع نہیں
ہوتا۔ قلعہ میں کم سے کم دو شعر ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ جتنے ہوں۔

مثالِ قطعہ

ذہن گا نامہ سونج پا خاکِ دلخنسے حریث المیخن کے کس اشتباہ میں اس
غرض نہیں ہے بھجھ داہ واد سے سیاپ کر دینہوں کی نکاہیں مری نکاہ میں اسی
جن بھروں میں غزل کی جاتی ہے اُنہیں بھروں میں قطم بھی کہا جا سکتا ہے
ربائی:- وہ نظم ہے جس کے چار صریح مقصود ہوں پہلا دوسرا اور

لہ شمر کے نویں ہیں "سرے بالا اور دادا نی" اور دیسج رہا سے معنی مخالف کرنا، اور اصطلاح میں
ایسے کلامِ مرویں کو کہتے ہیں جسے کہنے والے نے قصد ادا کا دے کہا ہو شر کو بیٹھی کہتے ہیں صریح
کے لغوی معنی "گروہ" ہیں اور اصطلاح میں شر کے نصف حصہ کو کہتے ہیں۔ وہ تمکہ یہ ہے کہ جس لمحے
کو اڑ کے دو پرلوں سے گھکار دعا نہ بنتا ہے۔ اسی طرح دو صریحون سے ایک شعر بنتا ہے۔

کہتے ہیں جس میں کسی کی تعریف یا بُراقی بیان کی جائے اور پہلے ضرکے دونوں صرے باقی اشعار کے شانی صعروں سے ہم قافیہ ہوں۔ قصیدہ میں پندرہ اشعار سے کم نہیں ہوتے اور زیادہ کی حد نہیں۔ قصیدہ اپنی روایت یا قافیہا مضمون کے لحاظ سے موسم ہوتا ہے اگر روایت کے آخریں لام ہے تلارِ خل کنوں وغیرہ تو قصیدہ لا میہ کہلائے گا۔ آفتاب روایت ہے تو قصیدہ بہار کا ذکر ہے تو بہاریہ۔ اپنی تعریف ہے تو فخریہ۔ اس کے علاوہ عشقیہ۔ عالیہ۔ شہزادب جہاں آشوب وغیرہ جی قصیدے کی قسمیں ہیں۔

قصیدے کی ترتیب اس طرح کرتے ہیں۔ ۱۔

۱) تشبیب یا تمہید۔ گریز (جہاں سے تعریف شروع ہو) غیبت خطاب۔ دعا۔ دعا۔ خاتمه۔

۲) تمہید۔ مرح غائب۔ خاتم۔ دعا۔

۳) مرح غائب۔ خاتم۔ دعا۔

۴) مرح غائب۔ مرح عاصر (خطاب)۔ دعا۔ دعا۔ خاتم۔

۵) مرح حاضر۔ دعا۔ خاتم۔

غزل میں مضمون کی کوئی قید نہیں ہوتی اور قصیدے میں کسی خاص معقدہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ترجیع بُندہ۔ وہ نظم ہے جس میں کئی بند بطور غزل ہوں اور بہتر کے

خال و بہار۔ شادی وغیرہ اور دوسرے انسانی جذبات بیان کئے جائیں۔ غزل میں کم کم ۵ اور زیادہ متے زیادہ (آج کل کے رواج کے مطابق) ۲۱ یا ۲۵ شعر ہوتے ہیں اشعار کی تعداد ہمیشہ طاقت ہوتی ہے۔

غزل کے ہر پہلے ضرکر جس کے دونوں صعروں میں تائفہ ہوتا ہے مطلع کہتے ہیں زیب مطلع وہ شعر ہے جو مطلع کے بعد واقع ہو، خواہ وہ مطلع کی طرح ہم قافیہ ہو جائے۔ ہوتی سے مطلع کو حسن مطلع کہتے ہیں۔

غزل کا سب سے آخری شعر جس میں فاعل اپنا تخلص نہم کر رہا ہے مقطع کہلاتا ہے تخلص اگر مطلع میں بھی آجائے تو جائز ہے۔

جو شعر غزل میں سب سے اچھا ہوتا ہے وہ "بیت الغزل" یا "حامل غزل" کہلاتا ہے۔

معنوی یعنی معنی تنبیہ کیا گیا، یا وہ دوسرے نسبت دیا گیا۔ اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کے دونوں صرے ہم قافیہ ہوں اور مختلف اشعار کے مختلف اسی قطفیے ہوں۔ تمہید، قافید، اور مذاجات کا ہونا اسدا سے معنوی میں ضروری ہے۔ معنوی میں تمام اشعار کا وزن ایک ہونا چاہیے۔ شال کے لئے شوئی گلزاریم "زہر عشق"، "حرابیان" "سکندر نامہ" "رسفت زیخا"، متفوی نہ لانا روم وغیرہ وغیرہ دیکھئے۔

قصیدہ۔ نوی معنی مغز۔ سطرو غلیظ۔ اصطلاح شعر میں قصیدہ اس نظم کو

بے شل ہیں بے نظیر و مانند ہر طمیں ہر منزیں فن میں
پھر ملک کی باونا خلافت ہے دستِ چینِ میرحُن میں
دہ لکھ ہیں ہیں کج ایقانت یا جان ہے جس طرح بدن میں
کوئیں کی ہو مدح کب یمکن گویا کہ زیاد نہیں دہن میں
ہر لفظ سے ہے عیاں یعنی محنی یہ نہاں ہیں ہر خن میں
نزدیک کوڈور کو مبارک
یہ ملک حضور کو مبارک راستخ و بھیج
اسی طرح کہتے چلے جائیے۔

لیشیت یمند، وہ نظم ہے جس میں ہر بند کے بعد مختلف شعر مختلف قافیوں
کے ساتھ بطور ٹیپ لائے جائیں۔

شال ملاطفہ ہو

لوں کا شور ہے لبِ زخمِ صارے تد بیر مرگ پوچھتے اب چارہ صارے
یسا چفا کامہ سُر و شمن میں خاک ہو کیسی خطا ہوئی ظاہر کامہ بازے
ت و بشر کو کس کے الے جنوں ہوا کس کی نماز پڑھ کے ہیں خارع نماز سے
م سے گناہ کاروں کو ہتھی ہو کب زیں ناچار ہیں مگر ہوں ہر نہ تماز سے
ہوں منت و کریم گور کرن رہوں بے زین قبر جو غیر دراز سے
کے زندگی سے سرد ہے ایا کہ کثیب کافور بر سے گریہ آہن گداز سے

بعد ایک شخص صور پر بار آئے اور سند میں اشارے کے قابوئی مختلف ہوں۔

مثال

ہر فرم میں جامِ چل رہا ہے ہر جام میں نشہ و حل رہا ہے
بر سات ہے مکیدے میں ہر روز تو یہ کا قدم چیل رہا ہے
بزرے کو ٹلا بس مغل پشاک چین بدل رہا ہے
ہرش لخ نہال ہے چین میں ہر خل جہاں ہیں چل رہا ہے
پیالہ سے ہے یہ فیض جای ہر بے کس و لگ پل رہا ہے
حینچا ہو کہ کاتلکا کہ جتنا وشن جو بناؤ جل رہا ہے
ہر نہ ہے نغمہ مبارک ہر نہ سے جی ہل رہا ہے
خمار ہوئے حضور عالی ہر تار سے یہ ٹل رہا ہے

نزدیک کوڈور کو مبارک
یہ ملک حضور کو مبارک (راجح جبوی)
ٹاؤں ہیں محو قصہ بن میں بلکہ ہے نفیر زن چین میں
مریتے بھی سنبھیں جو یغارت پھولے نہ سایں پیریوں میں
پیشیاں میں ہے جو قدر مردم پورب میں ہر دہ دہ دکن میں
یہ کیونکہ نہ ہو۔ حضور عالی ہیں منتخب زمیں زمیں میں

غمیز بہت سیں ہو کس کی حاضری
کھاتی ہیں ناہن خلک جو عوریں پیارے
تارے ہیں یا ستر کب روان ملائکہ
شکل ہوئی تینیز حقیقت بجا زے غزل کو بھی مستزاد کرنا جائز ہے ہر صرع کے آخر میں دو ایک کلمے وزن سے زیادہ
راہب نامدار کی رحلت ہزار حجت
لا دیتے ہیں۔ مثلاً

دنیا سے آج شروع ہے خروت ہزار حجت
لانے کہاں سے تیری خبر کیا کرے کوئی
اوے مرگ ناگہاں تجھے کوسا کرے کوئی جاہتا ہے تجوہ کو کلیج سے گھائے
ہے در خیز قم۔ لب ہر شیخ پور بیغ
کیونکر علاج مرگ مسیحا کرے کوئی تیری محبت میں گرنماز ہوا رشاد
بیان ہے ارشاد
وہ یوسف جہاں نکوئی واہ کہاں
ناحق خیال خواب زیخار کرے کوئی اللہ اسے مت کے پنج سے چڑے
اوے گیروں والے
بہتی ہے غم خفر کی آبِ حیات ہیں
کیا اعتبارِ سنتی دُنب کرے کوڈا
(استاد نظامی)

گر آرزوئے خندہ مینا کرے کوئی نہ مٹا۔ دہ نکم ہے جس کے ایک بندیں چند صرع ایک ہی فدن اور قلنیں
خشنیں عزا کی یاد ہیں عشر خرامیاں
کیا یاد خاک قامت زیبا کرے کوئی
گھٹے جائیں پھر دوسرے بند کا آنکھی صرع اسی پیڈے قافیے پر آنار ہے بانی
گرچاہے زندگی تو پس یا نیست کہوں
ماتم کھولنیں درد درینا کرے کوئی

صرع دوسرے قافیوں پر ہوں۔ اس کی آنکھیں ہیں۔
اوہ نلک خرام ہو یا نالہ رہتا
آن سے یا پوچھ آئے میں تھا کرے کوڈا
مشکل۔ مرتع۔ مخس۔ مدرس۔ سیچ۔ مشن۔ مسیح۔ پرشر
ملکت۔ بیگنی۔ بیجنی۔ تکریب۔ ہم طلاع۔ وہ نظم جس میں تین صرعے ہوں ہے
اوے رہ گلائے عالم بالا چگونہ
دو صرعوں کا ہم قافیہ ہونا لازمی ہے۔

مثال

مستزاد۔ رباعی کے ہر صرع کے آخر میں اشعار کی کوئی قید نہیں۔ نہ بندوں کی قید
ہے طفے لکھنے چاہیں لکھتے ہیں۔
مستزاد۔ رباعی کے ہر صرع کے آخر میں ایک حصہ رباعی کا لاتے ہیں مغلاب ہے اُن کو پردہ ضور نہیں ہاں
وہ چینیں بنائیں گے اپنے جمال کی

مثال

آتش نظم سے دنیا ہوئی دوزخ ہم پر پھونک ڈالا تپ دن بنے غنوں ناکثر
بے طبل ملتے ہیں تھے فانزوں کا ندر گھٹ کر ہیں جنگی میں منافق کی حمد سے بدتر
ڈاکڑتے ہیں درکھلو ہوا اُنے دو

تغلل کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہجاتے دو دوزخ یش۔ معجم

اسی طرح سات مصر عوں کا بندہ تو تمیق آٹھا اُن مصر عوں کا بندہ ہو تو

ستمن فنوکا ہو تو منتش اور دس دس کا ہو تو معاشر کھلاتا ہے۔

ایک بندی میں جتنے مصرے ہوں سب کا ہم قافیہ ہونا لازمی ہے نظم کی
اور بھی کئی ترسیں ہیں مثلاً اس سخت وغیرہ۔ مگر وہ سب انہیں طریقوں پر کھی جاتی
ہیں اس لیے ان کی تفصیل فضول سمجھ کر چھپو دی گئی۔

نظم : نظم کی ان تسموں کے علاوہ ایک نئی قسم خود "نظم" ہے جو نظم کی مرد تجویں
ہی پر کھی جاتی ہے۔ لیکن اب اس میں اشارہ یا بندی کی قید نہ ہے اسیں بھی

جاںی یہ نظم کسی خاص موضع پر ہوتی ہے۔ مثلاً جنکو۔ آبنار۔ محبت

خزاں۔ بہار۔ بست۔ بلال۔ وغیرہ۔ وغیرہ اس قسم کی نظموں کا رواج

آج کل رسائل و اخبارات میں عام طور پر ہے اور یہ طرز بہت مقبول

ہوتی ہے جو حقیقت بھی یہ ہے کہ نظم کا میان غزل سے زیادہ وسیع ہے

مرقع : لغوی معنی چوکر مطلاح میں اُن نظم کو کہتے ہیں جس کے چار مصرے
ہوں اور چاروں ہموزن وہم قافیہ ہوں۔ یہ مرقع نہیں ہے۔
محمس : لغوی معنی وہ چیز جس میں پانچ پہلو ہوں۔ مطلاح میں اس پانچ
مصرعوں والی نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر مندا پانچواں مصرع پہنچا
کے آخری مصرع کا ہم قافیہ ہو۔

مثال

پہلے مجھ خوش کیا جائے سے پھر دور بھی کر دیا دیا سے
ڈالا ہے زمیں پر اسماں سے شکوہ ہو خداۓ دو جہاۓ
بھینی کا ہے کہاں بھی کہاں سے

ہر سانس چھری بی بی ہوئی ہے کاٹوں کی بنی گھری ہوئی ہے
نہ نس میں آئی جھبھی ہوئی ہے ریگ گیلش بھری ہوئی ہے
کانتے نکلیں کھل کہاں سے

مسک : لغوی معنی وہ چیز جس میں پچ پہلو ہوں۔ اصطلاح شعر میں اُن نظم
کہتے ہیں جس میں چھ مصرے ہوں۔ ابتدائی چار مصرے ہم قافیہ
اور آخری دو مصرعوں کا قافیہ ان چار مصرعوں کے قافی سے ملکی
ہو۔

جنما کے ساحل پر

(صادق خیا)

و دیکھو بہہ رہا ہے آب جنا کس روانی سے
نیم صبح سے اس میں ترقم اخالہ
کہ موسمی ہوا میں اور نظر میں نہ ہے
یہ روں نے چڑائی ہے آدا کرس کی جوانی سے

جل آتی ہیں کرس دیوایں ہشتان کرنے کو
اسی جوشِ سرت میں یہ لہر جوش مار گئی
اسی دھن میں یہ پُر کریں انڈا لال گئی
وہ گویا ساز میں آتی ہیں اپا سرز بھرنے کو

رعنائی آب کی بیتی ہے فاعر کے تخت سے
میسل کاروں جادہ ہستی ہے پانی بھی
خراپِ منتہ ہستی ہے جنا کی ولنی بھی
تلہم نہر نام دروم ہے صبر و تحمل سے

نکم کسی ایک عنوان یا موصوع کی تفصیل ہوتی ہے۔ غزل کے جذبات گولاحدہ ہو سکتے ہیں مگر پھر بھی محدود ہوتے ہیں۔ اور ایک شعر میں کوئی ایک ہی جذبہ نظم کیا جاسکتا ہے۔ مگر نظم میں ایک مرضوع کی اتنی وضاحت ہو جاتی ہے کہ لکھنے والا اور سُننے والا دونوں سیر ہو جاتے ہیں اور موصوع بھی ترش نہیں رہتا۔ نہیں مختلف رسائل و احارات میں دن ملت شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں ان کی خالی لکھنے کی بیاہ ضرورت نہیں۔

سائیٹ:- یہ دہلی انگریزی نظم کی ایک قسم ہے جس کی تقدیم اب اور دو میں بھی ہونے لگی ہے۔ اس میں عموماً ۳۴ مترے ہوتے ہیں۔ پہلے ایک مترے ایک ردیف و تافیہ میں لکھتے ہیں۔ پھر ایک شر دوسری ردیف و تافیہ میں پھر ایک مترے سچھے مترے کی ردیف اور تافیہ میں لکھ کر ایک بند پولہ کرتے ہیں۔ جب دو یا تین بند اس طرح ہو جاتے ہیں تو سب کے بعد ایک مطلع کسی دوسری ردیف و تافیہ میں لکھ کر نظم ختم کر دیتے ہیں۔ مگر پوری نظم کسی ایک بھی بھرا دیکھی میں موصوع پہنچتی ہے۔

مثال ملاحظہ ہو:-

بس یوں بی کھتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرز کے موجہ کا خیال ہے کہ فانیہ اور دلیلت کی پابندی سے آزاد ہو کر ایک شاعر ہوت پچھے کھکھ سکتا ہے فانیہ اور دلیلت کی قید خیال کی آمدیں حارج ہوتی ہے گریخیال ہے کہ شاعر ہو ہی ہے جو قبود و حدود میں رہ کر بھی آزاد ہو۔ بغیر دلیلت اور فانیہ کے کلام میں اوسی سی پیدا نہیں ہو سکتی، اور کلام میں منہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی خیال کو فانیہ اور دلیلت کی پابندی کے ساتھ اگر یوں نظم کریں تو اسلوب کلام کس قدر شگفتہ ہو جاتا ہے۔

لے ساقیہ! اے مطر بہ! نہ مُشَنَّنا، نَسْأَغْرِيْلا

بِعَيْنِ هُولِبَے کیف ہوں کر رحم، دے مجھوں سکوں
کب تک ہجومِ رنج و غم یوں ٹشنگلی ہو گی نہ کم
تو مت ہے میں بے قوار تو شاد ہیں پر اضطرار

للہ تعالیٰ میت شباب

بر ساری نغموں کی شراب

نشمز و زول نظمِ معڑی تو خیر کسی نہ کسی بھریں کہی جاتی تھی۔ مگر اب ہیوں
صدی عیسوی کے نصف اول سے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ایک
اوسیم کی نظم کو رواج دیا ہے اور اسے ترقی یافتہ ادب یا ادبِ جدید
سے معنوں کیا ہے۔ اس نظم میں نہ فانی کی قید ہوتی ہے نہ دلیلت کی
اور نہ بھر کی۔ خواہ ایک مصرع دو رکنی دو سراجر کرنی، تیسرا بچ کرنی

نہیں معلوم منزل کرنی اس کی نظر میں ہو
مثال دیدر عالم رات دن پہنچنے سزیں ہو
.....

یغربی طرزِ نظم گونی گواہ کل کے ذہوان اور کاج کے تعلیم یافتہ طلباء میں بہت پسند کی جاتی ہے مگر حقیقتاً مشرقی طرزِ شاعری سے اس میں ایک قسم سی جنہیں سی نظر آتی ہے۔

نظم معڑی۔ (بلینک درکس) یہی مغربی طرز کی ایک نظم ہے۔ ایک بھریں ایک نظم لکھتے ہیں۔ مگر هر مصرع کا تفاہی جو دعا ہوتا ہے۔ یا یوں کہیں کہ فانیہ کی شعرا و مصروع میں ہوتا ہی نہیں۔ اس پر شرقی شعراء نے خامدزگانی صورت دی ہے مگر یہ طرزِ مقبول نہ ہو سکی۔

مثال

اے ساقیدا! اے مطہر! ڈھال اور اپاسا زچھیر
بے چین ہوں بے کیف اُں کیوں مجھ پر رحم آتا نہیں
کب کاں ہجومِ رنج و غم، کب کاں یتشنے کامیاں
تو مت ہے میں بے قوار تو شاد ہیں اندوں گیں
للہ تعالیٰ مجھ پر رحم کر بر ساری نغموں کی شراب

گریہ ماننے ارض و سا پرخوں کی تھیریں
 افقت پر دوڑاں اک انگڑیاں لیتی ہمنی آندھی
 نظر آتی نہیں تجھ کو
 تو ان کو کیا سمجھتا ہے ؟
 یہ تاتھا شکا یہ گروہیں عالم
 اور اکثر اس پر بیٹا فی سے تنگ آکر
 وہ کرتا تھا ارادہ خود کشی کا بھی
 اور اکثر خون رو تاتھا جگر سندھی کی شدت سے
 مگر یہ کس طرح مجھکو یقین آئے
 کہ اپنی اس زبوب حالی سے تنگ آکر
 وہ آخر ہو گیا پاگل
 یقین آتا نہیں مجھکو
 یہ عبادت صاحب بریوی ایم۔ اے کی نظم ہے۔ ان نظموں کی ایجاد
 کا سہر انجاب کے سر ہے اور یہ ایجاد ان ایم۔ اے ادبی۔ اے نوجوانوں
 کی ہے جو عوض سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے اور یہ عروض کے قادر ہے انکی
 سمجھ میں آتے ہیں اس لئے انہوں نے اس قسم کے مزروعوں پر کوششے جمع کر کے
 ان کا ہام ”ادبِ جدید“ رکھ دیا ہے۔ اس اسلوب کی نظموں میں پنجاب کی تقلید

چوتھا ایک رکنی، پانچواں آٹھ رکنی ہو سب جائز ہے۔ یعنی اس کے ارکان
 معین نہیں ہیں۔
 مثال دیکھئے ۔

پاگل

یقین آتا نہیں مجھ کو
 کہیرا درست اور پاگل ؟
 کھڑا ہے جو کا ایک ویران اور سنان مسجد میں
 تن تھنا، اکیلا، پاؤں میں پہنچے ہوئے جوتے
 اور اس کی ہے عجب حالت
 کہ اس حالت میں میں نے اُس کو دیکھا، ہی نہیں پہلے
 وہ مجھ سے کر رہا ہے بے بلکی باتیں۔
 بھم میں جو میری کچھ بھی نہیں اُتیں
 یہ دیکھو ورنک پر ہول اندر صاری
 اور اس عالم کا یہ عالم
 کہ جیسے رشنی سے واسط کچھ بھی نہیں اس کو
 اور ہدم؟ ذرع انسان کی حیرانی
 پر پیشانی

ہندوستان کے بعض دوسرے اصلاح میں بھی ہونے لگی ہے۔ اور تقدیر صرف وہ ہی تعلیم یافتہ نوجوان ہیں خود عروض ان کو قیود بے جا کر کر آزاد اشاعری" کے پردے میں بوجا ہتے ہیں لکھ جاتے ہیں۔ اس کا نام "نظم متری" کی وجہ نظر موزوں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

علم پریم لع

علم بدیث وہ علم ہے جس سے کلام کی خوبیاں معلوم ہوں مگر وہ خوبیاں لازمی نہ ہوں بلکہ بطور صنعت ہوں۔ وہ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ لفظی و معنوی۔

صنانع معنوی

تضاد۔ دو ایسے لفظوں کا لانا جو آپس میں صد ہوں۔ جیسے زمین آسمان پست و بلند۔ رات دن۔ شریعت بدمعاش۔ میٹھا زہر وغیرہ۔ ایہہام۔ ایسا لفظ لانا جس کے دو معنی ہوں اور جو حقیقی شرمنی فراہم کر جاتے ہوں، دو قصوٹہ ہوں بلکہ دوسرے نئی مراد ہوں۔ مثلاً ع لکھا بڑھا کی ساون ہیں ضطربہ رہا اس مصرع میں گھٹا سے مراد بدل ہے۔ مگر سر مری طور پر سننے سے

یہ احتال ہوتا ہے کہ کہیں گھٹا بڑھا کی صد توہیں ہے۔

رجوع۔ ایک بات ہبنا پھر اس کو ناقص سمجھ کر ترقی کرنا۔ مثلاً ع

تم چاند ہو۔ خورشید ہو۔ دونوں سے سلو ہو۔

لف و نشر۔ چند چیزوں پہلے بیان کی جائیں پھر ان کی صفتیں یا خبریں یاں کی جائیں۔ اگر ترتیب کے ساتھ بیان کی جائیں تو لف و نشر مرتب درست غیر مرتب کہتے ہیں۔ لف و نشر مرتب کی خال میں

کہیں دفن کہیں تربت بنانا ہو بنانی ہے۔

اوکھا گھر نی بستی بنانا ہو بنانی ہے۔

دفن اور تربت لفت ہے اور بنانا بنانی نشر ہے۔

لیکن اگر یوں کہتے ہوں کہیں دفن کہیں تربت بنانی ہے بنانا ہے۔ تو لف و نشر غیر مرتب ہو جاتا گہر دنوں جائز ہیں۔

مبالغہ۔ کسی بات کے ظاہر کرنے میں حد سے زیادہ بڑھ جانا، یہ مبالغہ اور عادت دنوں کے موافق ہو تو مبالغہ ارسال کہلاتا ہے۔ مثلاً جب کبھی رتنے کو روکا درد سرخنے لگا

اسے عقل بھی تسلیم کرنی ہے اور عادت بھی ہے۔

دوسری قسم مبالغہ کی یہ ہے کہ عقل تسلیم کرے مگر ویسا فاقع نہ ہوتا ہو جیسے ریل کی تعریف میں کہیں کہ ایک دن میں لاکھوں کوں مخل جاتی ہے۔

اے مبارکہ تبلیغ کتے ہیں۔

تمیری قسم یہ ہے کہ نہ عادت قبل کرے نہ عقل مانے میخت عال
ہو۔ جیسے پوں کیس ریل ایسی تیز ہے کہ اس کا ہام لینے سے مافر خود بخود
منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

حسن تعیل، کسی بات کا سبب بطور طفیلہ بیان کیا جائے۔ مگر وہ
سبب اہمی نہ ہو۔ جیسے ۷

جب بام پر چڑھے وہ سر شام بے نقاب
غیرت سے آفتاب لب بام ہو گیا
حالاً کر شام کے وقت آفتاب کے چھپنے کا سبب کچھ اور ہے مگر
حسن تعیل نے کچھ اور کر دیا۔

تو جیسے۔ کوئی بات اس طرح کہنا کہ ہجوا در تعریف دونوں معلوم ہوں مثلاً
ع فیض کے آپکے بن جاتا ہے احمد و انا
اس سے دونوں باتیں ظاہر ہوتی ہیں لیکن عالمدین جاتا ہے
یا عالمدین احمد ہو جاتا ہے۔

تلمیح۔ کسی شہر قصے کی طرف اشارہ کرنا مثلاً ۸
طور کو فر کے پرے میں جایا اس نے
اگ کو گلشن فردوس بنایا اس نے

پہلے مصرع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرا میں حضرت
ابرائیم علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

سیاق الاعداد۔ اعداد کو کسی تقریب سے بالترتیب یا بے ترتیب شعر
میں لانا۔

تلمیح۔ ایک مصرع ایک زبان میں اور دوسرا دوسری زبان میں
کہنا۔

ترجمہ۔ کسی شعر کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجیح کرنا (عام طور پر
اگ لے چری اور غیب کہتے ہیں لیکن از روئے فن یہ ایک
صنعت ہے)

صنائع الفاظی

تجنیس۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔
تجنیس تام۔ جیسے "خاصہ" اک پڑے کی ایک قسم اور بہت اچھا کے نہیں
ہیں جیسا کہ علی ہے۔

تجنیس مركب۔ جیسے کلائی۔ کل آئی۔
تجنیس شرف۔ حرفت کیاں ہوں مگر تنقظاً جدا جدا ہو جیسے۔

تیری دانش مرے جملج مخاصل کی دلیل
تیری بخشش مے انجام معاہد کی کنیل
تو شج - اخبار یا مصروعوں کے حروف اولیں سے کچھ الفاظ یا عبارت بنائی
جائے۔
بین القوافی:- غزل میں ایک ایک شعر چھوڑ کر ایسا ریک ہی قافیہ لائیں۔
جیسے سبل - دل - قاتل - دل - محل - دل - غیرہ۔

عیوب فصاحت

اخلاں، شرمیں کسی ایسے لفظ کا زہ جانا جس کے نہ ہونے سے خوبی میں نقص
رہ جائے۔

ایپنڈال، بینڈل، رکیک - بے چودہ اور باناری الفاظ استعمال کرنا۔
تعقید، مندوہت کی ضرورت یا قافیہ روایت کی رعایت سے الفاظ طبع آگے
بیچھے ہو جائیں کہ شعر ای تو مہل ہو جائے پہل سے کچھ میں آئے۔
تا خیر، جبات پیٹے کہنی ہٹاؤ سے بیچھے کہیں اور جو بیچھے کہنی ہو تو پہلے
کہدیں۔

شرگر کہہ:- پہلے مصروع میں "آپ" دوسرے میں "تم" یا پہلے میں "تم" اور

تچینیں خطي :- املا کیساں ہو۔ مگر نقطے لٹانے سے فرق ہو جائے جیسے
جدا - جدا۔

لزوم:- کسی لفظ کو ہر شعر یا ہر فقرے میں بالاتزم لانا۔

اشتقاق:- ایک مادے سے نکلے ہوئے الفاظ لانا میں قاتل اور
قتل۔

معاد:- ایک مصروع کے آخر میں جو لفظ آکے وہ ہی دوسرے مصروع کے
اول میں آتا جائے۔

قطع الحروف:- ایسا شعر کہنا جس میں کوئی حروف ملا کرنا لکھا جائے
جیسے "و" اور آدازہ درودل - دو دو"

منقوطہ:- تمام حروف بانقطہ ہوں جیسے شفقت، چین، ختن
ہمحلہ:- تمام حروف بے نقطہ ہوں جیسے درودل - مر جوم - مصروع - کلام
مر جوم وغیرہ۔

رقطا:- ایک حرفاً بانقطہ ایک بے نقطہ آخر تک لائیں جیسے صفت قمیٹ وغیرہ
خیقا:- ایک لفظ بانقطہ ایک بے نقطہ آخر تک لائیں۔ جیسے شفقت، دل
شخ، مر جوم۔

تصحیح:- شعر کے تمام الفاظ آپس میں ہموزن اور بہتر ترتیب تافیہ ہوں جیسے

"میرے میں تو" کہیں۔

تناقض- ایک ہی شے کی دو سی صفتیں بیان کرنا کہ بغیر نفت دیکھنے کے معنی معلوم ہی انہوں شخصیں ہو سکتے ہیں اور

اشقاق ارتقاش - اتفاقِ محیت - اتفاقِ جراحت وغیرہ

مخالف- کسی لغوی لفظ کو اس لست کے خلاف لکھنا۔ جیسے قسم کو قسم پرور کریں۔

ضفت تالیف فصحا کے خلاف نئی ترکیبیں پیدا کرنا مغلبہ ہندی مذاہ با مضائق الیہ بنانا۔ یا ہندی مطوف اور معطوف الیہ ترانا جیسے موہم برہات دن بدن۔ اور بہت باؤں وغیرہ۔

متلاع- کسی کمی اضافتوں کا متواتر لانا جیسے

لرزش تنفس نگاہِ نازمیت کیجیں

دعا اضافتوں کا لانا جائز اور تین اضافتوں کا پورا درپی لانا نقیل اور میوب ہے۔

تنا فرمٹوی - الفاظِ شمرے معلے اصلی کے علاوہ کچھ اور دلیل معنی بھی پیدا ہوتے ہوں جیسے ع

"جور و پہ چڑھا بس آسے چونگ بنایا"

دو کے معنی خارج نہ رہیں ہیں مگر جو کسے ساقہ "رو" اور پھر اس کے بعد چڑھا کس قدر گندہ ایسا ہم ہے۔

دوسرا کے کی ضد ہوں اور پھر ان میں کوئی فرق اعتباری بھی نہ ہو جیسے یوں کہیں کہ فلاں شخص جوان بھی ہے اور پیر بھی تو یہ تناقض ہے۔ ہاں اگر یوں کہیں کہ بد اعتبار ہمہت جواں اور بد اعتبار

چیز ہے تو درست ہو سکتا ہے۔

تزل کسی کی بڑی صفت بیان کر کے پھر جھوٹی صفت بیان کریں جیسے ع

ہیں ترے عارض سے نادم آفتاب ماہتاب

ماہتاب و آفتاب کہنا چاہیے۔ اس لئے کہ جب آفتاب نادم ہو گا تو ماہتاب خواہ مخواہ نادم ہو جائے لے۔ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔

حشو و شعریں کسی لفظ کو پہ فائدہ لانا کہ اس کے دھونے سے شر کے معنی میں کوئی نقصان پیدا نہ ہو جیسے ع

صبا گلزار او گلشن سے جب گل چن کے لاتی ہے
اس میں گلشن بحث نہ ہے۔

مکلف- الفاظِ گھترنا۔ جیسے باب کی جگہ بتب کہیں

پلکار:- بے موقع یا بے ضرورت کسی لفظ کا مکرر لانا۔

کلامیع- بد نہاد متروک بھروسی میں شعر کہنا۔

اگر وہ حصہ جس کا حرف روی ایک حصے سے نکال دا لیں تو باقی اُملی لفظ آپس میں قافیہ تو رہیں مگر اور قوافی کے خلاف ہو جائیں تو فنِ عروض میں یہ عیب ہے اور اسے ایطا کہتے ہیں جیسے ایک غزل کے قافیہ ہیں۔ اکثر الہ قمر اس میں آگئی سٹگر تودست ہے۔ طالا مکر سٹگر کی "را" اُملی نہیں ہے لیکن اسی غزل میں مطلع کہا ہے

یہ تو نہیں انسان جنگر نہیں ہوتا
تم سایجی گر کرنی سٹگر نہیں ہوتا
اس میں گر، دلوں جلد ایک ہی فاعلی مسوندیں ہیں۔ اور "را" بوجرف روی ہے وہ ایک جگہ بھی اُملی نہیں۔ اب "گر" بوجصنہ ائمہ ہے۔ الگ اسے دونوں قافیوں سے نکال دیا جائے تو "تم اونڈ جغا" باقی رہتا ہے۔ یہ دونوں آپس میں ہم قافیہ نہیں ہیں۔ اس لئے مطلع میں ایطا ہو گیا۔

ایطا کی ایک پہچان یہ ہے کہ روی حذف کرنے کے بعد اگر لفظ بانی رہے تو ایطا ہے ورنہ نہیں۔ لیکن روی غیر اُملی ایک ہی حرث ہو تو اس کو اور اگر ایک سے زیادہ مدلے کلے میں روی غیر اُملی ہو تو اس پرے کلہ ناکد

لہذا نیکے اُملی آخری حرث کا اس فن کی اصطلاح میں "ندی" کہتے ہیں اور اس کے اول کے آخری ساکن حرث ایک ہرل یا زیادہ۔ ہر قافیہ میں اُن کا اہم ایکی ایک حرث تسلیم کالا لالا بار بار ضروری ہے اور

تنا فحرروف۔ ایسے الفاظ لانا کہ زبان کروانے میں لغزش یا دقت ہو جیے اُن کی کشش میں شیر تاکر لیں شکار (ذر اپنی چھوٹی سی جلدی کہتے تو ہی) حمزہ حروف، حروفِ علت (او۔ اوری) کا گزارنا یا دباد بینا۔ گرفت وصل کا گزنا و بنا جائز ہے۔ جیسے ع

"صاحب تدویں پنجے سلام ان سے مرکبا"

"ان" کا الف، الف وصل تھا۔ اس لیے وہ گیا

تقابل رو لفین۔ غزل کی جو رد لیف ہو وہ ہی کسی پہلے مصروع کے آخریں جنبہ آجائے جیسے ہے

وست بست کہہ رہا ہوں قاتلِ شفا کے

میرے دل کو چھیننا ابنی نظر کتیرے

الطباطب

فنِ عروض میں ایطا ایک عیب ہے جو صرف قافیوں میں کا دفع ہوتا ہے قافیہ کی بحث کو اس جگہ دانستہ نظر انداز کرنے ہوئے میں صرف اس عیب کی تصحیح کرنا پاہتا ہوں۔ اگر کسی مطلع کے دونوں قافیوں میں آخر حرث زائد ہو اور ایک ہی معنی میں دونوں قافیوں میں تکرار کرے اور

یکن اگر ایکے مطلع میں "کہنا" اور "رہنا" قوافی ہیں تو ان میں ایطا نہیں
بے کیونکہ اگر ان میں سے نہ اند (یعنی حرفت "ن" علامت مصدر) الگ کر دیں
تو کہہ "اُندہ" الفاظ تو اسی باتی رہتے ہیں مگر حرفت روی یعنی "ه" بھی قائم
رہتا ہے لہذا "کہنا" اور "رہنا" میں ایطا نہیں ہے۔

انہیں بھروس کا بیان

کلامِ ظلومِ دش نلفظوں یا ان کی شاخوں سے تقطیع کیا جاتا ہے۔ ان
دش الفاظ کو ادا کان کہتے ہیں اور شاخوں کو فروعات وہ دش الفاظ
یہ ہیں:-

فولن۔ فاعلن۔ میتفعلن۔ مفاعین۔ فاعلان۔ مشفاعلن۔ متفعلن
مفولات۔ فاعل لاتن۔ مکشن۔ قفع لن۔

انہیں دش الفاظ (ادا کان) کے ذریعہ انہیں بھرس بنی ہیں بعض ایک
لفظ کے کمی بار کہنے سے اور بعض دو لفظوں کے بار بار کہنے سے خلا
فولن فولن فولن فولن (یا) مفول فاعلان مفول فاعلان
ان بھروس میں سے بعض صرف عربی میں مردوچ ایں خلیل بن احمد

کو حذف کرو مگر بعد حذف دونوں الفاظ تفاہی با منی رہیں تو ایطا ہو گا۔ اور اگر
ایک بی بع حذف بے منی ہو جائے کا تو ایطا نہ ہو گا۔ شلائے
کوئی اس جگہ تم سے دانا نہیں
تمہاری طرح کوئی بیانا نہیں

"داتا" اور "بینا" میں الفٹ فاعلی ایک ہی حرفت نامہ روی غیر صلی"
ہے اسے دور کیا تو فال "اُندہ" میں "ڈ" با منی لفظ باقی رہ گئے۔ لہذا آخری
الفٹ کو روی قرار دینے سے مطلع میں ایطا کا عیب ہو گیا، اور بکھرے۔

۵ یہ تیری بہت گیسو بوستان میں

یہ تمہارا نگب عارض گلستان ایں
اس مطلع میں کلمہ زائد ستاں ہے جس میں فون روی ہے۔ اس کلمہ
زائد کو حذف کرنے سے "بُو" اور "گل" دو با منی الفاظ باقی رہ جلتے ہیں اور
یہ ایطا ہے۔ اسی طرح درد مند اور حاچمند میں سے کلمہ "مند" (جود دلوں جگہ
ایک سی نکتہ ہے) نکال دیا جائے تو "مد" اور " حاجت" با منی الفاظ باقی رہتے
ہیں۔ مگر ان میں حرفت روی مشترک نہیں ہے یا "کہنا" اور "سننا"۔ میں سے
نفاد لینی حروف نما نکال دیئے جائیں تو کہہ "اوْسَن" با منی الفاظ باقی
رہتے ہیں۔ مگر یہاں بھی اس کے بعد حرفت روی قائم نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان
تفیوں میں بھی ایطا ہے۔

وَقْدَ مُفْرُقٌ :- وہ سرفی کلر ہے جس کا پہلا اور آخری حرف متاخر ہو اور تین کا حرف ساکن ہے نال، ہال، فارسی اور اردو میں اس کا بھی وجود نہیں۔ صرف عربی میں ملابہ فاصلہ ہے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ یہ بُثْقَلٰ اور بُثْقِيلٰ یا ثُقْبَنْجِیتٰ اور فاصلہ صغری اور مرکب کا نام ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں:- فاصلہ صغری اور فاصلہ بُرْهی۔

فاصلہ صغری :- اس چار حرف کلے کو کہتے ہیں جس میں پہلے تین حروف متاخر ہوں اور جو تھا ساکن جیسے صفوی، حُنْفی، عَرَبِی وغیرہ۔

فاصلہ بُرْهی :- اس پنج حرف کلے کو کہتے ہیں جس میں پہلے چار حروف متاخر ہوں اور پانچواں حرف ساکن ہو۔ جیسے نشکنہ۔ اردو میں فاصلہ کی نشان بھی نہیں ملتی۔

میں نے ان کا ذکر اس لئے کرو دیا کہ انہیں تین اکاں کو باہم طاکڑوں اُفَعِلٰ تائیم کیتے گئے ہیں۔

اصطلاح عروض میں جس بھر کے ایک معرو کے لئے دولفظ (رُکن) اور پورے شعر کے لئے چار لفظ (رُکن) ہوں اس کو مرتع کہتے ہیں۔ پورے شعر کے لئے چھر رکن ہوں تو مددس آٹھ رکن ہوں تو مثمن ماحصل یہ ہے کہ ایک مصروع میں جتنے رکن ہوں انہیں دُکٹا کر کے بھر کے نام میں شریک کر دیتے ہیں۔

نے ایجاد کیں۔ ان کے بعد اہل عجم نے جو بھروس ایجاد کیں۔ اہل عرب نے انہیں باقاعدہ لکھا یا مگر اہل فارس نے ان کی تقلید کی اسی طرح اردو والوں نے جو بھروسند کی وہ برتنی باقی بھروسوں کو چھوڑ دیا۔

سُبْلَبٌ وَنَدَا وَرَفَاصِلَهٖ

سُبْلَبٌ :- وہ حرفی کلمہ کو کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں سُبْلَبٌ خَفِيفٌ اور سُبْلَبٌ ثَقِيلٌ۔

سُبْلَبٌ خَفِيفٌ :- وہ ہے جس کا پہلا حرف متاخر اور دوسرا ساکن ہو۔ جیسے ہم اور تم۔

سُبْلَبٌ ثَقِيلٌ :- وہ ہے جس کا دوسرا حرف بھی متاخر ہو۔ جیسے ہمہ اور دمہ یا جیسے دل میاں میں لام کی حرکت اضافی، "سُبْلَبٌ ثَقِيلٌ" اردو میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ دوسرا حرف متاخر نہیں ہوتا اعلف دضافت کی وجہ سے متاخر ہو جانا ادبیات ہے۔

وَقْدَ :- سرفی کلے کو کہتے ہیں۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں وَقْدَ مُجْمُوعٌ۔

وَقْدَ مُفْرُقٌ -

وَقْدَ مُجْمُوعٌ :- وہ سرفی کلے ہے جس کا پہلا اور دوسرا حرف متاخر اور تیسرا ساکن ہو۔ جیسے جلی، کٹی، جلن، چمن، دعزہ

قریب۔ خیف۔ مشاکل

- [۱۸] طویل :- نقول معاہلین فولن معاہلین (جس بھر کنا واقع لوگ بکر
طویل کہتے ہیں۔ وہ حقیقت میں بھر طویل نہیں ہے)
- [۱۹] مددیہ :- فاعلان ناعلن فاعلان ناعلن
- [۲۰] بیط :- مستغلن ناطلن مستغلن ناطلن
- [۲۱] مختار :- معاہلین قلع لاتن معاہلین قاع لاتن
- [۲۲] مقتضب :- مغولات۔ مستغلن مغولات۔ مستغلن
- [۲۳] محبتا :- س تغلن فاعلان مس تغلن فاعلان
- [۲۴] منحر :- مستغلن مغولات۔ مستغلن مغولات
- [۲۵] سرچ :- مستغلن مستغلن مغولات
- [۲۶] حبدیہ :- فاعلان فاعلان مستغلن
- [۲۷] قریب :- معاہلین معاہلین فاعلان
- [۲۸] خیف :- فاعلان مس تغلن فاعلان
- [۲۹] مشاکل :- فاعلان معاہلین معاہلین

پہم صرع کے پہلے رکن کو صدر کہتے ہیں اور آخری رکن کو عرض
اعد دیان میں آئندے ایسا یاد دیا زیادہ رکن کو حشو کہتے ہیں۔ دوسرے
صرع کے پہلے رکن کو ابتدا اور آخری رکن کو ضرب اور دیانی کو حشو
کہتے ہیں۔

ان ارکان سے انتہی بھر نکالی گئی ہیں جن میں سات مفرد ہیں یعنی
ایک ہی رکن کو بار بار کہنے سے پیدا ہوتی ہیں اور بارہ دور کرنی ہیں۔
ایک رکن کی تکرار سے جو سات بھر ہیں میں ان کے نام یہ ہیں:-
تفاہب۔ تدارک۔ رنج۔ هرج۔ رمل۔ کامل۔ وافر

(۱) تفاہب :- نتوئن چار بار۔ فولن فولن فولن فولن
(۲) تدارک :- نھلن چار بار۔ ناطلن ناعلن فاعلن ناعلن
(۳) رنج :- مستغلن چار بار۔ مستغلن مستغلن مستغلن مستغلن
(۴) هرج :- نفاعلین چار بار۔ معاہلین معاہلین معاہلین
(۵) رمل :- فاعلان چار بار۔ فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان
(۶) کامل :- مستھلن چار بار۔ متعاہلن متعاہلن متعاہلن متعاہلن
(۷) وافر :- معاہلن چار بار۔ معاہلن معاہلن معاہلن معاہلن

دوسرا کرنی بارہ بھر ہی یہ ہیں:-
طویل۔ مددیہ۔ بیط۔ مختار۔ مقتضب۔ محبتا۔ منحر۔ سرچ۔ جبکہ

تُسکینِ اوسط

کسی رکن میں جب تین حرکتیں متواتر پائی جائیں تو دریانی حرکت کو ساکن کر دیتے ہیں اس قاعدے کا نام "تُسکینِ اوسط" ہے جیسے "فُلَاتْ" میں شَعَلَ۔ تینوں حرفت تحریر ہیں۔ عین کو ساکن کر دیا تو فُلَاتْ ہو گیا۔ "تُسکینِ اوسط" زحافت عامہ میں سے ہے۔ ہر بھر میں ہر مقام پر اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔

بَكْرٌ مُقَارِبٌ مِّنْ سَالِمٍ

ارکان بھر، فَغُولُنْ فَغُولُنْ فَغُولُنْ
شعر:- زمانہ ترا بستلا ہو رہا ہے
تجھے بھی خبر ہو کر کیا ہو رہا ہے

تفصیل:- زمانہ فوون ترا مُبْ فوون تلا ہو فوون رہا ہے فوون
تجھے بھی فوون خبر ہے فوون کہ کیا ہو فوون رہا ہے فوون

زَحَافَ كَا بَيَانٍ

زحف (ز کے زبر سے) کے لغوی معنی ہیں تیر کا نشانہ سے دور پڑنا اور بھلاج عروض میں رکن کے تغیر کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ تغیر کچھ بھٹھانے سے پیدا ہو یا گھٹانے سے۔ جیسے فوون سے فوون یا فوون سے فُلَاتْ یا متحرک کو ساکن کرنے سے جیسے مفہومات سے مفہومات۔

زحافت کی صورت اس لئے ہوتی ہے کہ بعض سالم بھروس اپنی ملیمات میں خوبصورت معلوم نہیں ہوتیں گران میں ذرا ساتغیر کر دیا جائے تو وہی بچپ ہو جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ زحافت کی وجہ سے ایک وزن سے دوسرا وزن پیدا ہو جاتا ہے اگر زحافت نہ ہوتے تو تمام اوزان چند بھروس میں کھپ نہیں سکتے۔ تھے ہر دن ایک بھر کھلانا، سینکڑوں بھروس ہو جاتیں۔ زحافت کی تعداد ساختہ بک بتائی گئی ہے۔ اور بھن نے اس سے بھی زیادہ لکھی ہے۔ بس زحافت کے متعلق اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ان کے سبب سے رکن میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور ایک بھر سے دوسری بھر بن جاتی ہے۔ اب بھروس کی مالیں متعلق کے ملاحظہ کیجیے۔

جن اشارات کی تفعیل نہیں کی گئی ہے ان کی تفعیل بطور مشخص خود کیجیے۔

بِحَرْمَتْقَارِبٍ مُشْمِنُ اثْلَمُكَ

بِالْأَنْجَوِ

فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ

شِعْرٌ:- مِنْ رَنْدَوْعَا شِعْنَ الْأَخَاهَ تِبَرَ اسْتَغْفِرَ اللَّهَ اسْتَغْفِرَ اللَّهَ

بِحَرْمَتْقَارِبٍ مُقْبَصَلَلَمْ (شانزدہ رکنی)

فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ

شِعْرٌ:- يَآءَنْ كَسْ بَلْكَنْ كَوْمَارَبَجَهْ كَقَالْ نَكْفَتَنْ هَوْ

كَوْسْ كَكَوْچَبَیْشْ شَوْمَحْشَرَبَاتِيْ ذَنْبَ مَلْكَنْ هَوْ

بِحَرْمَتَدَارِكَ سَالَمُ

فَاعْلَنْ فَاعْلَنْ فَاعْلَنْ فَاعْلَنْ

أَرْدَوْبَیْسْ يَبْجَرَ سَالَمْ سَتَعْلَنْ بَنْبَیْسْ هَےْ

بِحَرْمَتَدَارِكَ مُشْمِنُ مَقْطُوْعَ

فَعَلَنْ فَعَلَنْ فَعَلَنْ فَعَلَنْ

شِعْرٌ:- بَهْرَمْ دَكَھَبَیْسْ بَهْنَےْ دَالَّا دُنْيَا كَعْمَ بَهْنَےْ دَالَّا

بِحَرْمَتْقَارِبٍ مُشْمِنُ مَقْصُورَ

فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ

شِعْرٌ
نَكَاهَوْنَ كَاتَهَا يَكَرْشَمَ عَجَيبَ

كَهَدَلَ تَهَامَ كَرَرَهَ لَيَاهَرَ غَرَبَ

تَقطِيعٌ
نَكَاهَوْنَ كَاتَهَا يَكَرْشَمَ فَعَوْلَنْ كَرَشَمَ فَعَوْلَنْ عَجَيبَ فَعَوْلَنْ
كَهَدَلَ تَهَامَ كَرَرَهَ فَعَوْلَنْ لَيَاهَرَ فَعَوْلَنْ غَرَبَ فَعَوْلَنْ

بِحَرْمَتَدَارِكَ مُشْمِنُ مَحْذُوفَ

فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَوْلَنْ فَعَلَنْ

شِعْرٌ
بَرْسَ بَنْدَرَهَ يَا كَهَسَوْلَهَ كَاهَرَ

جَوَافِي كَيْ رَاتِيْسْ مَرَادَوْكَ دَنْ

تَقطِيعٌ:- بَرْسَ پَنْ فَعَوْلَنْ درَهَ يَا فَعَوْلَنْ كَهَسَوْلَهَ فَعَوْلَنْ كَاهَرَ فَعَلَنْ
جَوَافِي فَعَوْلَنْ كَيْ رَاتِيْسْ فَعَوْلَنْ مَرَادَوْنَ فَعَوْلَنْ كَيْ دَنْ فَعَلَنْ

لَوْثَ:- لَيْكَ هَبِيْ غَزَلَ كَيْ صَرَعَ كَيْ آخَرَهَ فَعَوْلَهَ أَرْسَيْ كَيْ آخَرَهَ فَعَلَهَ آلَ طَبَّيْ تَوْ

قطعیج:- عجیب اے مجھ معاںین رئی ایسی معاںین مری ہتی معاںین
کی ہتی ہے معاںین۔ (الی آخرہ)

• بحرہن ج مشمن اخرب مکفوف

مغول معاںیل معاںیل معاںیل
اڑویں مستعمل نہیں ہے۔

• بحرہن ج مشمن اخرب مذوف مکفوف

مغول معاںیل معاںیل فتوں

شعر:- قاتل کو یونہی دیکھتے ہیں دیکھنے والے سو مرتب تلوار کو دیکھا اے دیکھا
قطعیج:- قاتل کو مغول یونہی دیکھو معاںیل تے ہیں دیکھو معاںیل نے والوں
(الی آخرہ)

• بحرہن ج مسدس مخذوف

معاںین معاںین فتوں

شعر:- مجھے تم جانتے ہو داغ ہوں میں
کہیں جاتا ہے خالی وارسما

قطعیج:- ہر دم فعل دکھ میں فعل رہنے فعل و لافعل
دنیا فعل کے غم فعل سنبھل فعل والا فعل

• بحرہن ج مشمن مجنوں (شانزدہ رکنی)

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن
شعر:- یسم تو سم میں سم ہی نہیں یہ جنا تو جایں جا ہی نہیں
کیونے ظلم پڑا روں نہ سنتے کبھی شکوہ تو میرے کیا ہی نہیں
قطعیج:- پرم فعلن و متم فعلن میں ستم فعلن ہی نہیں فعلن یہ جنا فعلن و جنا فعلن
میں جنا فعلن ہی نہیں فعلن۔

(اسی طرح دوسرے صدر کی قطعیج کر لیجئے)

ذوق:- لون غنہ اور ہائے مخلوط قطعیج میں خمار نہیں کی جاتی جیسے ماں۔ آسان
جنون کا۔ پنکھا دغیرہ مگر لون غنہ جب آخر میں آتا ہے تو ایک حرفا
گناجا آتا ہے۔

• بحرہن ج مشمن سالم

معاںین معاںین معاںین معاںین

شعر:- عجیب اے جوئی ایسی مری ہتی کی ہتی ہو کوئی لئے کا دیر اشم کو دل بستی کی بستی ہو

• بھرہن ج مثمن مقوض

مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ مَفَاعِلُنْ

شعر۔ یہ تھوڑی تھوڑی ہے نہ ہے کلائی موڑ موڑ کر

بجلہ ہوتی سرا ساقیا پلا دے خم خپڑکر

لتقطیع۔ یہ تھوڑی تھوڑی مفعلن ڈی میں نہ دے مفعلن کلائی موڑ مفعلن
ٹرمڈکر مفعلن انخ

• بھرہن ج مثمن احرب

مَفْوُلُ مَفَاعِلِينْ مَفْوُلُ مَفَاعِلِينْ

شعر:- کاؤں تری فرقت میں کیونکر تہنا ہی

مشکل تھاترا آنا بھر موت نہ کیوں آئی

لتقطیع۔ کاؤں تری مفعول فرقت میں مفعلن کیونکر شفھ مفعول
ب تہنا مفعلن (الی آخر)

(۲) بھرہن

یہ بھرہن دو فارسی میں سالم زیادہ مستعمل ہے مگر اس کی شاخصیں تعلق نہیں ہیں

لتقطیع:- مجھ تھم جا مفعلن نہتے ہو دا مفعلن غ بول میں فول
کہیں جاتا مفعلن ہے خالی و ا مفعلن ریبرا فول

• بھرہن ج مسدس مقصور

مَفَاعِلِينْ مَفَاعِلِينْ مَفَاعِلِينْ

شکرا:- سمجھتا عرش کی گرانٹیاں قسم حن کی نہ ہوتا آشایں

لتقطیع:- سمجھتا عرش مفعلن فلی گران مفعلن تھا میں مفعلن

قسم حن کی مفعلن نہ ہوتا آمفعلن شنا میں من علیں

• بھرہن ج مسدس ل تھرقبو مقوض اور حمد و ق مقوض

کے چار وزن مردوج ہیں (۱) مفعول مفعلن مفعلن (۲) مفعول مفعلن

فولون۔ (۳) مفولون فاعلن مفعلن (۴) مفولون فاعلن فولون

اگر ایک مصريع ان چارا وزان میں سے کسی ایک وزن میں اور

دوسرادوسرے وزن میں نظم ہو جائے تو جائز ہے مثلاً

شعر:- انسان کا سرو دور قص کیا ہے = مَفْوُلُ مَفَاعِلُنْ فَعُولُنْ

بریوں کا ناج دیکھنا ہے = مَفْوُلُ فَاعِلُنْ فَعُولُنْ

• حکرمل مدرس مجنوں مقصود

فَاعِلَاتُنْ فَعِلَاتُنْ فَعِلَاتُ

شعر:- شکریں بعل تو کان نمکت گرچہ شکر نہ مکان نمکت

• حکرمل مدرس مجنوں ابتر

فَاعِلَاتُنْ فَعِلَاتُنْ فَعِلَاتُ

شعر:- وہ جگاتی تو جگاتی ہتھی یوں اور سلاطی تو سلاطی ہتھی یوں

• حکرمل مہمن مشکول

فَعِلَاتُ فَاعِلَاتُنْ فَعِلَاتُ فَاعِلَاتُنْ

شعر:- ترے حسن نے مٹایا تری طلقوں نے اڑا

مری وح ڈھونڈتی ہے تری ید کا سہارا

• حکرمل مجنوں (شائزدہ رکنی)

فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ

آرد میں مرّوج نہیں ہے۔

• حکرمل جزء مہمن سالم

مُسْتَفْعَلُنْ مُسْتَفْعَلُنْ مُسْتَفْعَلُنْ مُسْتَفْعَلُنْ

شعر:- اے چہرہ زیبائے تو رشک بناں آذی
ہر چند صفت میکم یکن انہ بالاتری
قطعیج بناے چہرہ مستفعلن زیبائے تو مستفعلن رشک بنا مستفعلن ن آذی
مستفعلن (الی آخرہ)

• حکرمل جزء مہمن مطوی مجنوں

مُفْتَلُنْ مَفَاعِلُنْ مُفْتَلُنْ مَفَاعِلُنْ

شعر:- وہم و خیال سے بروں وہم و خیال میں بھی آ
عالم حال سے بلند عالم حال میں بھی آ
قطعیج .. وہم و خیال مفعلن سے بروں مفعلن وہم و خیال مفعلن میں بھی آ
مفعلن .. عالم حال مفعلن سے بلند مفعلن عالم حال مفعلن میں بھی آ
مفعلن ..

(۵) • حکرمل مہمن مقصود

فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُ

شعر:- آدکھاوں میں تجھے اک منظر پا نتھا
آشاؤں میں تجھے اک قصہ سینہ فگار
تفصیل:- آدکھاوں فاعلاتن میں تجھے اک فاعلاتن منظر پرفا علاتن نتھا
(فاعلات رالی آخرہ)

بھرملِ مشمن مخدوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
شعر:- اُرگئی گم ہو گئی جاتی رہی آئی ہوئی
بے وفاتیری و فایسری شکیہ باہی ہیں
تفصیل:- اُرگئی گم فاعلاتن ہو گئی جا فاعلاتن تی رہی آفاعلاتن فی ہوئی فاعلن
(الی آخرہ)

بھرملِ مشمن مجنوں مخدوف

فاعلاتن فیلان فیلان فیلن
شعر:- آپکے لئے میں بچ ہی گیا وہندہ ابھی
اللہ مکن الموت کے گھر میں مری ہمانی تھی
(اب آپ خود ہی تفصیل کریجیے)

بھرکاملِ مشمن سالم

متھاعلن متھاعلن متھاعلن متھاعلن
شحر:- ندوہ شور طور روکیم ہے ندوہ زور بر ق شزار ہے
دل ناخکیب کو کیا کھوں کہ بلاک جلوہ یار ہے
تفصیل:- ندوہ شور طور متعاقلن روکیم ہے متعاقلن ندوہ زور بر متعاقلن
ق و شرار ہے متعاقلن (الی آخرہ) یہ بھر بہت کم مستغل ہے صرف
بھرسالم میں شعرا غزیلیں کہتے ہیں۔

(۷) بھرل سیدھیطِ مشمن مطوی

مفتھعن فاعلن مفتھعن فاعلن
شعر:- آپ کا عہدہ شباب یکھیے کب تک سے
زور پر یہ آفتاب دیکھیے کب تک ہے
تفصیل:- آپ کا عہدہ مفتھعن و شباب فاعلن دیکھیے کب مفتھعن تک سے فاعلن
(الی آخرہ)

(۸) بھرمضارعِ مشمن اخرب

مفتھول فاع لاتن مفتھول فاع لاتن

بھرملِ مثمنِ مجنوں اپر

فَاعْلَاتُنْ فَعِلَّاتُنْ فَعَلَاتُنْ فَعَلَنْ

اس میں اور مخدوفت میں بس اتنا ہی فرت ہے کہ اس میں فعلن کا
عین مکسور اور اس میں ساکن ہے۔

بھرملِ مثمنِ مجنوں مقصود

فَاعْلَاتُنْ فَطَلَاتُنْ فَعِلَّاتُنْ فَعَلَاتُنْ

شعر:- چشم دولت رسم و قلمگشت نہیں
باغ دانش زحاب کرست ہست نصیر

(قطعیں خود کیجیئے)

بھرملِ مسدسِ مخدوف

فَاعْلَاتُنْ فَاعْلَاتُنْ فَاعْلَاتُنْ

شعر:- رنج کی جب گفتگو ہونے لگی

آپ تھم تم سے تو ہنسنے لگی

— — —

شعر

دامان ابر لا یا کیف شراب ستی
میں بھار چھایا ہر سو حساب ستی

قطعیں:- دامان مفعول ابر لا یا فاع لاتن کیمن ش مفعول راب ستی فاع لاتن
میں ب مفعول بار چھایا فاع لاتن ہر سو مفعول حاب ستی فاع لاتن

بھرملِ مثمنِ اخرب مکوف

مغقول فاع لات مغایل مفاعل ان

شعر:- نالا شریک محفل قاتل تو کوئی ہو
اس تیر سینہ دوز سے سبل تو کوئی ہو

بھرملِ مثمنِ مکوف مقصود

مغقول فاعلات مغایل فاعلات

شعر:- یوں میرے دل میں گھکے ہیں تیری حرثیں

ہو جائے جیسے قلمے میں فوجِ فتحیں بند

بھرملِ مثمنِ اخرب مخدوف

مغقول فاع لات مغقول فاع لاتن

اُردو میں مستعمل نہیں ہے۔

(۹) بھر سر لع مطوی موقوف

فَاعِلَّاتْ مُفْتَلَنْ فَاعِلَّاتْ

خراز نے لوٹ لیا کے عیش خانہ باغ

زبان بلبل بے کس پہ ہے فناز باغ

قطعیج: خراز نے لو معاون ٹیا آفلاتن کے عیش خانہ اعلن نہ باغ
نعلات (الی آخرہ)

(۱۰) بھر سر ح مشم مطوی موقوف

مُفْتَلَنْ فَاعِلَّنْ مُفْتَلَنْ فَاعِلَّنْ

شعر: باد شرہ کر بلا بچھے میر اسلام مالک صہب رضا بچھے میر اسلام

قطعیج: باد شرہ مفتلن کر بلا فاعلن بچھے مفتلن راسلام فاعلات
(الی آخرہ)

عرض و حشو میں فاعلات اور فاعلن اگر لا یہں تو بھی جائز ہے لیکن
گر عرض میں فاعلن لا یہں گے تو بجا ہے موقوف کے کسرو کہیں گے۔

(۱۱) بھر سر لع مطوی موقوف

مُفْتَلَنْ مُفْتَلَنْ فَاعِلَّاتْ

شعر: ایک موزن تھابنی کا بال ن

ہجر میں اس مر کے گھٹا جوں طل

قطعیج: ایک موز مفتلن دن تھابنی مفتلن کا بال ن فاعلات

ہجر میں اس مفتلن مر کے گھٹا مفتلن جوں ہمال فاعلات

بھر سر لع مطوی مسوف

مُفْتَلَنْ مُفْتَلَنْ فَاعِلَّنْ

شعر: روزی تو بیش و کم میرسد

ورنه ستافی یہ ستم میرسد

قطعیج: روزی تو مفتلن بیش و کم مفتلن میرسد فاعلن (الی آخرہ)

(۱۲) بھر خفیف مسدد مجنول اپتر

فَاعِلَّاتْ مَقَاعِنْ فَاعِلَّنْ

شعر: اس سے کیا خاک نشیں بنی بات بُری ہوئی نہیں بنی

تقطیع: اس سے کیا خانہ ناعلات کی ہم نشیں مخالن بنی قلن
بات گزروی ناعلات ہوئی نہیں مخالن بنی قلن

متروکات

بعض فرسودہ اور قدیم الایام الفاظ ہند نے ترک کر دیئے ہیں ان میں سے بعض الفاظ کا ترک اسائندہ متاخرین کی تقطیع سے اختیار کیا ہے اور بعض الفاظ کو میں نے خود خارج الاستعمال قرار دیا ہے۔ متروکات کا لحاظ رکھنے سے مقصد یہ ہے کہ زبان صاف اور شستہ ہے۔ اور فصاحت کلام میں کوئی چیز حاجب نہ ہو۔ لہذا متروک الفاظ کے استعمال میں احتیاط لازم ہے۔

آپ ہی	یہاں نا:- پہنچ کی جگہ	ایکھی	باختلاط ہائے ہوز
تلک	تلک۔ تک کا مرادون	اویر :- علی اور بر کا ترجمہ	آخرش۔ بجائے آخر
تب۔ جب کا مرادون		خھڑر۔ بقایہ قمر	آن کر۔ جلے آکر
دھڑنا۔ بجائے رکھنا		دل۔ بے۔ کلمہ خیں	دھرم۔ لمعنی وقت ذرع
دہم۔ مل۔ لمعنی وقت ذرع		دھہانا:- پسند آنا	دلا۔ ناصحا وغیرہ۔ باستنا
دلا۔ ناصحا وغیرہ۔ باستنا		پرا اور پہ۔ مگر اور لیکن کے معنی میں	غدا۔ یا۔ ساقیا۔

- (۱) فَاعِلَّاتٌ مَفَاعِلُنْ فَعْلَنْ
- (۲) فَاعِلَّاتٌ مَفَاعَلَنْ فَعْلَنْ
- (۳) فَاعِلَّاتٌ مَفَاعَلَنْ فَعَلَاتٌ
- (۴) فَاعِلَّاتٌ مَفَاعَلَنْ فَعَلَانْ

”انہیں بھروسی میں سے صرف یہ بارہ بھروس مختلف صورتوں میں اور دو خعلنے اختیار کی ہیں۔ باقی رہیں۔ دافر۔ طولی۔ مدید۔ عقتسب۔ جدید۔ فربت۔ اور مشقات۔

یہ اردو میں زحافتات کی آسانیوں کے بعد بھی اب تک راجح ہنہیں ہیں آئندہ نسلیں اس کے تعلق کوئی اچھا دید پیدا کریں تو خبر نہیں۔

یہ جواب ہر بھر کے ساتھ محبوب۔ اپر۔ مسوی۔ مکوف۔ موقف۔ مقصود۔ مکفوت۔ مشکوں۔ محنوت۔ مقبوض۔ اخرب۔ مقطوع اور تمام غیرہ الفاظ دیکھئیں تو یہ زحافت کی تبدیلیوں کے نام ہیں اور انہیں ناموں سے بھروسی کم اور زیادہ تبدیلیوں کا پتہ چلا ہے۔ لیکن یہ الفاظ بھر کے نام نہیں ہیں بلکہ بھروسی کے جائز نام ہیں۔

علامہ سیاکبر آبادی کی چند مخصوص تصانیف

جنہیں مکتبۃ قصر الادب نہیں نے
بڑے اہمام سے شائع کیا ہے۔ اگر لکتابوں کے نئی کمی پیدا ہو جپے ہیں

کارامروز (نظموں کا مجموعہ) تمام عالم کے لئے ایک موزوں پیغام حیات
سیاست یہ شکفت اور لوون ہن تازی پیدا کرنے کا ایک ایسا ذریعہ کارامروز کی
نظموں میں روح انسانیت کا فرماء۔ کارامروز سیاسی، قوی، طلبی، اخلاقی اور
ابی نظموں کا بیش بہم جمکونہ۔ دو سال ڈینش بعد نظر ثانی شائع ہوا ہے۔ ڈاسائز
۲۵۷ صفحات خوبصورت نکلن گر دیوت۔ معنی تصریر مصنف
قیمت مجلہ چار روپیہ آٹھ آنے (لہر)

رہنمایا دوسرا دیوان غزلیات، تاثیر سلاست
سدہ ۱۰۴ ایسے ارتقا، ترقی کا ہمہ، معما کی اور
ارتقائی شاعری کے کیفیت اور نوٹے مجتمعاً
لطافت، میان بعد و ندریت اسلوب کی کلم جمع
کا ہر شعر ملیئے۔ اس میں جذبات و حسیات کا
کامنہ روزخانی ہے کلم جمع کی غزلیں فرمودہ روایتی
اویرویہ تخلی کا عمل ہیں۔ ناذرن کی رائے
کے کجدیدار دوغل نے کلم جمع کی غزلوں سے
ایک دوہنگ پایا ہے۔ دوسرا دیوان بعد نظر ثانی
شائع ہوا ہے۔ ڈاسائز ۲۵۷ صفحات
خوبصورت نکلن گر دیوت۔ معنی تصریر مصنف
قیمت مجلہ لہر

مکتبہ پرنسپم حن علی آفندی روڈ کراچی سط

علاوه مخصوص ۲۰۰ سوت

دھلا	بزرگی دی لام
بتلا	بغير مدافت بقافیہ پران
رکھا۔ رکھے۔ بغیر تشدید کاف	سدا۔ بعینی ہمیشہ
شمیشور۔ بقافیہ تقدیر	جائے ہو۔ بجا جاتا ہو آتا ہو وغیرہ
گر گرچے۔ اگر اور اگرچہ کامرادت	آئے ہو۔ بحفلتی متفق
مت۔ حرف نفی	صفنم۔ بعینی مشوق
واسطے۔ بجا لئے	وال۔ یا۔ بجا لے دیاں۔ یہاں
جانانہ	ارمال۔ بد نون غشہ
جانانہ	قدم دینا۔ بجا لے قدم رکھنا
اس طرح پر	بھوٹا۔ بجا لے کنڈ
اس طرح سے	ٹھیڑنا۔ کھٹھٹا کی جگہ
حضور	سو۔ پس کی جگہ
جانب	تلے۔ بجا لے نیچے
کیونکہ	کا ہمیکو۔ بجا لے کس لئے
میر کیاں	کیے۔ بجا لے کیونکر
تمہی	اگر تربی الفاظ۔ بجا لے ابعد الفاظ

حضرت علامہ سیمایجے اکبر آبادی کی معرفتکاری اعلانیہ

دہلی اصلاح

اردو ادب میں گرانقدر اضافہ

اصحول اصلاح پر یہ پہلی کتاب ہے جس میں اصلاح زبان، اصلاح شعر، اصلاح خیال، متأثروں کا جدید نظام عمل، ضرورت اصلاح، اصلاح لینے کا طریقہ اور اصلاح دینے کے طریقہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ نیز شعرائے متقدمن سے لے کر اس وقت تک کے تمام اساتذہ کی اصلاحات کے نمونے مدد توجیہ اصلاح ریتے گئے ہیں۔ فتنی مکاتب سمجھانے کرنے اس سے بہتر کوئی کتاب آج تک شائع نہ ہو سکی۔ تمام مشاہیر اساتذہ نے اس کتاب کی بے حد تعریف کی ہے۔ اور اسے استاد اور شاگرد دونوں کے لئے مفید تباہا ہے۔ بار بار چھینی کے باوجود عرصہ سے یہ کتاب نایاب رکھتی۔ اب جدیدیاں بیش اور نوشنگا کو رفتہ رفتہ دو روپے آٹھ آنے۔ مخصوصاً ڈاک چھانے رہے۔ مکتبہ پر چشم حسن علی افندی روڈ کراچی مل

شعر القبلہ

نظموں کا تیسرا مجموعہ

آنادی خیال دشیرے لٹھے منونہ مجده قویتکے
بغافت، اگ بخون زرزل بھلی۔ اندھی۔ تباہی
یہ سب انقلابی شاعری کے کھوکھے اور روزی خام
انسانی زندگی کا عینی پر نظر اس کی نظر میں ہے
یہی عوای وکوون، عوای و راجون اور یو ای و ہمتوں
یہ صرف گرم الفاظ سے انقلاب پیدا نہیں برپتا
قوموں اور ملکوں میں فکر و نظر کے اعلیٰ مظاہر سے
کاگز انہا مجموعہ ہے جنم ۱۴ صفحات بیہن کتابت
انقلابات آتے ہیں۔ علامہ سیلہ اکبر آبادی کی
طبعات خوبصورت رنگی روپیں کی درست
ترین کتابت و طباعت اور گلین گروپوش کی مزمنی ہے
یقامت فی جلد من روپے
علاءہ مخصوصاً ڈاک

ساز و آہنگ

نظموں کا دوسرا مجموعہ

آزادی خیال دشیرے لٹھے منونہ مجده قویتکے
دوح پر رسمی، رقوم کے لئے ایک شنزک میخام
یہ سب انقلابی شاعری کے کھوکھے اور روزی خام
یہی عوای وکوون، عوای و راجون اور یو ای و ہمتوں
یہ صرف گرم الفاظ سے انقلاب پیدا نہیں برپتا
قوموں اور ملکوں میں فکر و نظر کے اعلیٰ مظاہر سے
کاگز انہا مجموعہ ہے جنم ۱۴ صفحات بیہن کتابت
انقلابات آتے ہیں۔ علامہ سیلہ اکبر آبادی کی
طبعات خوبصورت رنگی روپیں کی درست
ترین کتابت و طباعت اور گلین گروپوش کی مزمنی ہے
یقامت فی جلد من روپے
علاءہ مخصوصاً ڈاک

عامہ آشوب

کئی سو ڈلکش، دلچسپ، بر جستہ اور حقیقت کشار باعیوں کا مجموعہ
ہے۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کی ایک فسیلی منظوم تاریخ۔ ان باعیوں میں
واقعات و حادثات کو اس طرح سمویا گیا ہے کہ پر رباعی اپنی جنگی تکمیل
تیار کی جنگ معلوم ہوتی ہے۔ وہیا کی کوئی ربان جنگ کے متعلق ای منظوم
تبصرہ پیش نہ کر سکی۔ جنم جاری صفحات غصہ پر رنگیں بارطہ اعلیٰ کتابت و طباعت
بہترین مطلما جلد۔ نظر کرش گروپیں۔ قیامت تمن روپے چارانے
علاءہ مخصوصاً ڈاک

مکتبہ پر چشم حسن علی افندی روڈ کراچی

سرورِ دعْم

(تیسرا ایڈیشن)

علامہ مسیحیہ کتاب الہبادی صرحوں کا شہدائے کربلا کے حضور مدینہ پیام وسلام

دل بڑائیتے والے سلاموں پر درنہیں دل دوسروں اور دل کش رُباعیات
کا یہ وہ قبول عام جمود سے بھیں کے قلیل مدت میں دو ایڈیشن ملئے ہوئے
اور فروخت ہو گئے اب ایک عرصہ کے بعد اس دلدوڑ اور دل گداز عزائی
کلام کا تیسرا ایڈیشن چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

اس ایڈیشن میں علامہ مسیحیہ کتاب کا ایک بصیرت افرزو خطہ صدارت
بھی شامل ہو گیا اس محروم میں پڑھنے کیلئے اس سے ہتر کوئی دوسری کتاب پکو
نہیں مل سکتی۔ اس کے ہر صفحہ پر کربلا کے مظلوم شہیدوں کا نون آپ کو اپنی
ظلومیت کی داستان خود دستا تاکہ۔

ضخامت ۱۲۰ صفحات نفیس کتابت و طباعت مضبوط جلد

او خوبصورت گردپوش۔ قیمت دو روپے محصل داک

ملئے کا پتھر ۵۰۰ روپے حکم من علی آفندی ڈاک رجی

علامہ مسیحیہ اکابر آباد حجت کا غیر فاطمی کا نامہ عظیم



تحفہ تنظیم ترجمہ قرآن مرقوم مع معنی و مفہوم

شاعر مشرق علامہ مسیحیہ اکابر آبادی نے صرف ماہ ۹ دن میں کلام یاک کا
منظوم اردو ترجمہ بنکل فرمایا تھا جسے ان کی قادر الکلامی کا عظیم کارنامہ سمجھا گیا۔ اور
جسے منتشر و منتشر ہے اسے کرام و فضلائے عہد گرایی آرا و تصریحیات حاذن ہوں
وہ مس ترجمہ کے متعلق متفقہ فیصلہ ہے کہ کذشتہ تیرہ سورہ میں یہی کامیاب
اور تحسین کو شیش ہے۔

علامہ مکی عظیم المرتب شخصیت نے وہی شعر و ادب میں سینکڑوں گر انقدر
اضافہ نہ فرمائے۔ ترازوں حدیثیں پیدا کیں اور ایسے اسالیب پیدا کئے جن کی مثالاً ملتا
ناممکن ہے۔ علامہ مکی اخڑی یا لکار "تحقیق منظوم" کلام پاک کا اردو منظوم ترجمہ اپنے
اندر ایک ایسی ندرت اور انفرادیت رکھتا ہے جس کا جواب میشیں ہیں کہا جاسکتا
علامہ مرحوم نے پر ترجمہ تحریت شیخ اہمداد حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ منشور ترجموں
کی روشنی میں منظوم فرمایا ہے۔ ترازوں شائقین کے اصرار پر صرف تیسوال پارہ مخونشا
طبع کیا گیا ہے جس کا صفحہ عجیب لاکس کی طباعت سے مرن ہے۔ یورا یارہ نیشن بارڈ کے
سامنہ آڑ پیپر پر پھیا ہے۔ آخر میں چند مٹاہیں عملیاتے کرام کی آیاں گواہی بھی درج ہیں
ہدایہ صرف دور پے محصل داک چھ آنے والا

(دوسرے ایس اک جلد ہی طبع ہوں گا ہے)

ملئے کا پتہ: مکتبہ پرچم حسن علی آفندی روڈ کراچی مل